6551 ـ جماعت كب مل سكتى ہے، اور جب امام نماز ميں جلدى كرے تو كيا حكم ہو گا؟

سوال

نماز باجماعت ميں مجھے ايك مشكل پيش ہے گزارش ہے كہ مجھے اس كے متعلق معلومات فراہم كريں، وہ مشكل درج ذيل ہے:

1 ـ جب ميں آخرى تشھد ميں جماعت كے ساتھ ملوں تو كيا ميں جماعت كو پالوں گا يا نہيں ؟

2 ـ اگر ميں امام كى تيزى كى بنا پر، يا سكوت كافى نہ ہونے كى بنا پر ايك بار بھى نماز ميں سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سكوں تو كيا مجھ پر كچھ لازم آتا ہے ؟

3 ـ جب ميں مسجد ميں جاؤں اور نماز كھڑى ہو چكى ہو تو كيا ميں نماز كى اقامت كے وقت نماز كے ساتھ ملوں يا كہ امام كے ركوع كے وقت ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

1 ـ صحيح يہ ہے كہ نماز باجماعت اس وقت تك نہيں پائى جا سكتى جب تك كہ امام كے ساتھ ايك ركعت نہ پڑھى جائے، صرف تشھد يا ركوع كے بعد تشھد سے قبل ملنے سے جماعت پا لينا شمار نہيں ہوتا.

اگر آپ صرف تشھد ہى پا سكيں تو اللہ تعالى آپ كو صبر اور اجروثواب سے نوازے، اس كى دليل يہ ہے كہ:

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس نے نماز كى ايك ركعت پا لى اس نے نماز پا لى "

صحيح بخارى كتاب المواقيت باب من ادرك من الصلاۃ ركعۃ حديث نمبر (580) صحيح مسلم كتاب المساجد حديث نمبر (607).

يہ اہل علم محققين كا ہے، اور شيخ الاسلام ابن تيميۃ رحمہ اللہ تعالى كا بھى يہى قول ہے، اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى نے بھى اسے اختيار كيا ہے اور دليل بھى اسى كى تائيد كرتى ہے.

2 ـ قرآت فاتحہ كے متعلق گزارش ہے كہ يہ نماز كے اہم اركان ميں سے ايك عظيم ركن ہے، اس كے بغير نماز ہى نہيں ہوتى كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس نے سورة فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں "

لیکن اگر نمازی امام کے ساتھ نماز ادا کرے اور امام کے ساتھ رکوع میں ملے اور سورة فاتحہ پڑھے بغیر رکوع کر لے تو (بعض کے نزدیك) اس کی نماز صحیح ہے، اور اس حالت میں امام کی قرآت مقتدی کے لیے ہو گی اس کی دلیل ابو بکرة رضی اللہ تعالی عنہ کی مشہور حدیث ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا:

" اللہ تعالی تیری حرص اور زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا "

اور اگر ـ جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں ـ امام تیزی کے ساتھ نماز پڑھائے، اور اس کی تیزی واضح ہو جو نماز میں اطمنان جیسے رکن میں مخل ہو رہی ہو (جیسا کہ بعض حنفی نماز ادا کرتے ہیں) تو اس کے پیچھے نماز ادا کرنا صحیح نہیں، کیونکہ وہ نماز پڑھانے کا اہل ہی نہیں، اور اس لیے بھی کہ نماز کے ارکان میں سے ایك رکن اطمنان مفقود ہے، اور پھر یہ اطمنان ہر رکن میں ہونا ضروری ہے، اس کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے جو مسیئ الصلاۃ کے نام سے پہچانی جاتی ہے.

لیکن اگر امام کی تیزی نسبی ہو یعنی وہ وہ اطمنان کے واجب کا خیال رکھے تو اس طرح کے امام کے پیچھے عادتا سورة فاتحہ پڑھنا ممکن ہے، اگرچہ آپ قرآت میں کچھ تیزی کریں اور حدر کے ساتھ پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں.

لیکن اگر آپ کسی اور سبب کی بنا پر سورة فاتحہ نہ پڑھ سکیں، مثلا بھول کر یا غلطی سے یا آپ مسبوق ہوں تو آپ پر کوئی حرج نہیں اور آپ کی نماز صحیح ہے، اور امام کی قرآت آپ کے لیے قرآت شمار ہو گی.

3 ـ مسلمان شخص پر واجب ہے کہ وہ اذان سنتے ہی فورا نماز کے لیے جائے، اور مومنوں کی صفات بھی یہی ہے کہ ان کے دل مساجد کے ساتھ ہی معلق رہتے ہیں، اور نماز کے لیے جانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ اقامت ہو جائے یہ کمزور ایمان، اور بندے کی خیر و اطاعت میں قلت رغبت کی نشانی ہے، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے کسی کام میں مشغول تھے کہ بلال رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں نماز کا کہا تو آپ گھبرا کر جلد نماز کی طرف چل نکلے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو فرمایا کرتے تھے:

" اے بلال ہمیں اس نماز کے ساتھ راحت پہنچاؤ "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

" میری آنکھوں کی ٹھنڈك نماز میں رکھی گئی ہے "

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر نماز ادا کرنے لگتے.

لیکن جو شخص نماز سے سستی و کاہلی کرتا، اور مسجد میں اقامت سے پہلے جاتا ہی نہیں، یا پھر وہ دوران نماز یا تشھد کے وقت مسجد پہنچتا ہے اسے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے سوچنا چاہیے، کیونکہ قبر میں مومن شخص کو اس کے اعمال صالحہ یہ کہینگے:

" اللہ کی قسم میں نے تو تجھے اللہ تعالی کی اطاعت میں سریع اور اس کی نافرمانی میں بہت سست پایا ہے "

اور منافق یا فاسق کو اس کا عمل یہ کہے گا:

" اللہ کی قسم میں نے تو تجھے اللہ تعالی کی اطاعت میں سست، اور اس کی نافرمانی میں بہت تیز پایا "

اسے امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، یہ حدیث صحیح ہے، علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے " احکام الجنائز " میں صحیح کہا اور اس کے طرق ذکر کیے ہیں.

اللہ سبحانہ وتعالی نے منافقوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی و کاہلی کے ساتھ .

لہذا بندے کو اس معاملہ کی سنگینی اور خطرہ سے اجتناب کرنا چاہیے اور اسی طرح مسلمان عورت کو بھی نماز میں اتنی دیر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس کا وقت نکلنے کے قریب ہو اور تنگ ہو جائے، اور آخرت کے زاد راہ کو چھوڑ کر دنیاوی کاموں میں مشغول رہے ...

جس شخص نے نماز بروقت اور باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی عادت بنالی اور اس کی محافظت کی اور اس کے ساتھ معلق رہا تو یہ اس کی ایسی عادت بن جائیگی جو ان شاء اللہ اس سے جدا نہیں ہو گی.

اور جس نے اس کا تجربہ کیا وہ اس کی عظیم لذت اور اطمنان و سکون اور راحب قلب جان لے گا، اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہونے کے وقت خشوع و خضوع کو یاد رکھے گا.

اور یہ بندے پر اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے کہ مکمل سال گزر جائے لیکن بغیر کسی شرعی عذر کے اس کا کوئی فرض جماعت کے ساتھ نہ رہا ہو، اور جب ایك سچا اور پکا مومن جب کسی روز نماز سے سویا رہے یا پھر کسی دنیاوی کام کی بنا پر نماز سے لیٹ ہو جائے تو اسے غم و پریشانی اور عظیم کرب لاحق ہوتا ہے، اور یہ دنیاوی معاملات سب کے سب حقیر اور ختم ہونے والے ہیں، اور یہ بندے کے لیے اللہ تعالی کی جانب سے اس کی اطاعت

اور اس پر استقامت پر ثابت قدم رہنے کے لیے اس کی توفیق ہے.

جب نماز کی اقامت ہو جائے تو نماز کے لیے فورا جماعت کے ساتھ ملنا واجب ہے، چاہے فجر کی نماز ہی ہو، اگرچہ امام اس میں لمبی قرآت ہی کیوں نہ کرے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرضی نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی "

صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین حدیث نمبر (710).

یہاں نفی صحت کے لیے ہے، یعنی جب نماز کی اقامت ہو جائے تو کوئی نماز صحیح نہیں.

اسی طرح اگر کوئی شخص نفل یا سنت ادا کر رہا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے تو اس پر نماز توڑنا واجب ہے ۔ اگر چاہے تو ۔ وہ بعد میں اس کی قضاء کر لے، اور اگر وہ اقامت کے بعد اپنی نماز پوری کرتا ہے تو اس کی نماز صحیح نہیں بلکہ باطل ہو گی.

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر وہ سنت یا نفل کی آخری رکعت میں ہو اور اسے یہ علم ہو کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ مل جائیگا تو وہ اسے مکمل کر لے، کیونکہ شارع کا مقصد امام کے ساتھ نماز میں جلد ملنے کا ہے.

واللہ اعلم .